

## روزہ اور ترکِ گناہ

مولانا اشرف علی تھانویؒ

حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے دار کے حق میں ارشاد فرمایا ہے:  
جس شخص نے قول باطل اور اس پر عمل کرنا ترک نہ کیا تو اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکے رہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (بخاری، ج ۱، ص ۲۵۵)

طلعت [بندگی] کا صحیح ہونا اور نیکیوں کا قبول ہونا، اس پر موقف نہیں کہ گناہ کو بالکل چھوڑ دیا جائے۔ لیکن گناہوں کی موجودگی میں طلعت کی برکت ضرور کم ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی نماز بھی پڑھتا ہو اور غیبت بھی کرتا ہو تو یہ نہ کہیں گے کہ غیبت کی وجہ سے نماز صحیح نہیں ہوئی، جیسا کہ بعض لوگ جب گناہ نہیں چھوڑتے تو طاعت ترک کر دیتے ہیں۔ ایک شخص سے مرتبے وقت کا میکار کہ گلہ پڑھ لے، مگر اس نے کہ ایک گلہ سے کیا ہو گا، میرے گناہوں کی پوٹ اتنی ہے کہ ایک گلہ اس کو میرے سر سے اتار نہیں سکتے آخراںی طرح اس کا خاتمہ ہو گی۔ اس طرح کی بلوسوی سے بچنے کے لیے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ اگر گناہ بھی کرے اور طاعت بھی، تو دونوں کی سزا و جزا الگ الگ ہے۔ اس لیے بخشی طاعت بھی کر سکے اس کو ترک نہیں کرنا چاہیے۔

حدیث کا مضمون یہ ہے کہ جو شخص روزے کے دوران بھوٹ اور برے کاموں کو نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔ یعنی جب گناہ کی پلت اور گناہ کا کام نہ چھوڑا تو روزے کا کیا فائدہ ہوا! مقصود یہ ہے کہ ہر چند کہ ثواب ملتا ہے، مگر نیک کاموں کی برکت کم ہو جاتی ہے، مثلاً غیبت کی اور پھر نماز بھی پڑھی، تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ نماز کا ثواب نہیں ملا، لیکن نماز کی برکت ضرور کم ہو جائے گی۔ جو تورانیت غیبت کے ترک کی حالت میں نماز کے اندر ہوتی ہے، وہ تورانیت ارتکاب غیبت کے بعد نہ ہوگی۔ اس کی مثال الحکی ہے کہ جیسے ایک مدرسہ آدمی خدا کھائے تو تافع اور مقوی ہو گی اور ایک مرضیں کھائے جس کا معدہ خراب ہے تو زیادہ مفید نہ ہو گی؛ اگرچہ کم و بیش اثر ضرور ہو گا۔ لہذا گناہوں کو چھوڑنے کے بعد جو نیک کام ہوں گے، ان میں زیادہ برکت ہوگی۔

روزے کے آداب ضروری میں یہ بات بھی شامل ہے کہ جیسے کھلانے پینے سے منہ بند رکھتے ہیں، اسی طرح دوسرے گناہوں کو بھی بالکل ترک کر دیں۔ عجیب بات ہے کہ لوگ روزے میں کھلانے پینے اور صحبت کے ترک کو تو ضروری سمجھتے ہیں لیکن گناہ کے ترک کو ضروری نہیں سمجھتے حالانکہ وہ تنہوں کام ایسے ہیں کہ دوسرے اوقات میں حلال بھی تھے اور رمضان میں بھی رات کے وقت جائز ہیں۔ جب روزے کی وجہ سے بعض حلال کام بھی حرام ہو گئے تو جو اعمال ہر دقت حرام ہیں، ان کا ترک روزے میں کیوں ضروری نہ ہو گا۔ پس اگر کسی نے روزے میں غیبت کی اور بری نگاہ سے دیکھا تو یہ تو نہ کہیں گے کہ اس کا روزہ نہیں ہوا، مگر یہ کہیں گے کہ روزے کی برکت جاتی رہی۔

**فَمَنْ يَعْمَلْ مُثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَعْرِهُ - وَمَنْ يَعْمَلْ مُثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَعْرِهُ** (الزلزال: ۹۹-۸)۔ "پھر جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہو گی وہ اس کو دیکھے لے گا۔ اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہو گی وہ اس کو دیکھے لے گا۔" اس کی مثل لکھی ہے جیسے کوئی حاکم اپنے فرائض منصبی اچھی طرح انجام دے اور رشوت بھی لے، اور اگر حکام پلا کو اطلاع ہو جائے تو رشوت ستانی پر سزا تو ملے گی لیکن جتنا کام کیا تھا، اس کی تحویل بھی ملے گی۔ اس پر توسیب کا اہماع ہے کہ گناہ کرنے سے روزہ باطل نہیں ہو گا اور اس کی قصاصیں کرتا پڑے گی۔

پس معلوم ہوا کہ اس حدیث کے یہ معنی تو نہیں ہیں کہ روزہ نہ ہو گا، کوئی اور معنی ہیں۔ سو وہ کیسی ہیں کہ حق تعلیل کو زیادہ توجہ اس ترک طعام پر نہ ہو گی۔ گناہوں کے ساتھ ساتھ جو طاعت کی جاتی ہے، اس سے وہ نور، شفاقتی اور سرت نہیں محسوس ہوتی جو نیکی سے حاصل ہونا چاہیے۔ اس کی مثل اسی ہے جیسے بہت لنڈیہ کھانا پکایا اور اس میں تھوڑی راکھ بھی جھوٹک دی، جس سے مراکر کرا ہو گی۔

گناہ کو طاعت سے دو قسم کا علاقہ [نسبت] ہے۔ بعض گناہ تو وہ ہیں کہ وہ نیکیوں کو ضائع کر دیتے ہیں اور ان کی موجودگی میں کوئی نیک عمل صحیح ہوتا ہی نہیں، مثلاً کفر اور ایذا سے رسول اور احسان کرنے کے بعد اس کو جتنا اور تکلیف پہنچاتا۔ ہمارا یہ دعویٰ کہ گناہوں کے ساتھ بھی نیکی قبول ہوتی ہے وہ ایسے گناہوں کے متعلق نہیں ہے۔ یہاں صرف وہ محاصی مراد ہیں جن کے وجود کو طاعت کے وجود یا بقا میں دخل نہ ہو۔ ایسے گناہوں کے پارے میں دعویٰ کرتا ہوں کہ ان سے نیکیاں ضائع نہیں ہوتیں، برکت جاتی رہتی ہے، جیسا کہ حضور نے فرمایا: اگر گناہوں سے نہ بچے تو کھانا پنا چھوڑنے کا کیا فائدہ!

اب اس حدیث کے مقصود پر غور کرنے کی ضرورت ہے، یعنی یہ کہ گناہ کے ترک کا اہتمام بالخصوص روزے میں ضروری ہے۔ ہر مسلمین جانتا ہے کہ گناہ برا ہے تو کم از کم مسینہ بھر کے لئے تو گناہ چھوڑ دو۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس مسینے کے بعد گناہ کرنے کی اجازت ہے کوئی نہیں سے وعدہ لیتا مشکل ہے۔ اس واسطے میں نے یہ کہا کہ ایک مسینے کے لیے گناہ نہ کرنے کا عذر کرو۔ اس میں آسلی ہوتی ہے اور یہی ش

کے لیے خبہ (صحت / آگاہی) ہو جاتا ہے۔ ایک بزرگ نے اپنے نفس سے یہ صلح کر لی تھی کہ ایک گھنٹہ ذکر کر لو، اس کے بعد پھر ایک گھنٹے کے لیے، اسی طرح مدتیں مشغول رہے۔ پس نفس سے یہ کہہ دو کہ رمضان تھک کوئی گناہ نہ کرے اور صرف ایک مینے کا عدد اس سے لو۔ پھر اس کے بعد، میرا یقین ہے کہ، رمضان تقویٰ کی حالت میں گزر گیا تو پھر یہ تقویٰ ان شاء اللہ نہ ٹوٹے گا۔ غرض اس لہ کے لیے سب گناہ چھوڑ دو۔ زبان کے گناہ بھی، جیسے گلیاں، خیبت، شکایت کرنا، کسی ناجائز مضمون کا پڑھنا۔۔۔ کلن کے گناہ بھی جیسے گلیاں سننا، کہا سنا۔۔۔ ہاتھ کے گناہ بھی، جیسے کسی پر ظلم کر کے اس کو مارنا پہنچنا، سودی مضمون کا لکھنا وغیرہ۔ اسی طرح چیر [پاؤں] کے گناہ بھی، جیسے ناچ کی مجلس میں جانا، جھوٹے مقدے کی چیزوں کے لیے جانا، جھوٹی شلوٹ کے لیے جانا اور سب سے بڑھ کر چیت کے گناہ جیسے، رشوت کا، سود کا اور غصب کے مل کا کھانا۔

غرض رمضان میں ہر ختم کے گناہ بالکل چھوڑ دو، پھر ان شاء اللہ تعالیٰ وہ روزہ، مبارک روزہ ہو گا اور پھر وہ تمہاری شفاعت کرے گا اور وہ روزہ ہو گا جس کے بارے میں اللہ فرماتے ہیں: انا المجزی به (میں خود اس کا بدله دیتا ہوں)۔ اور اگر گناہ نہ چھوڑے تو روزہ تو ہو گا لیکن ایسا ہو گا کہ جیسے تم کسی اپنے دوست سے کو کہ ہم کو ایک آدمی لا دو اور وہ کسی ایسے آدمی کو لادے کہ اس کے ہن بھی نہ ہوں، آنکھ بھی نہ ہو، لہکڑا بھی ہو، لہجہ بھی ہو، بات بھی نہ کر سکتا ہو، تو یہ شخص آدمی تو ضرور ہے، لیکن بیکار۔ صرف ایک سانس کے چلتے کی وجہ سے اس کو حیوان ہاتھ کیسیں گے۔ تو جیسے یہ شخص آدمی ہے بھی اور نہیں بھی، ایسا ہی یہ روزہ ہے بھی اور نہیں بھی۔ اور یہ روزہ اس قابل ہے کہ اس کو دفن کر دیا جائے۔

اب ختم کرتا ہوں۔ مجھے جو کچھ گناہ میں کہہ چک کر اعلیٰ سے دعا کیجیے کہ وہ توفیق عطا فرمائے۔

(مقاصید گناہ سے ماخوذ، تدوین: عارفہ اقبال)

### انا لله وانا اليه راجعون

مولانا امین احسن اصلاحی طویل علاالت کے بعد ۹۶ سال کی عمر میں ۱۵ دسمبر کو اپنے رب سے جا ٹلے۔ انا لله وانا اليه راجعون۔ اللہ تعالیٰ مولانا محترم کے اعمال صالح کو قبول فرمائے، لغزشوں سے درگزر فرمائے، اور انھیں جنت کے اعلیٰ ترین درجات میں مقام دے۔ وہ جماعت اسلامی کے اولین مختاروں میں سے تھے۔ انھوں نے قرآن مجید کی جو بے مثل خدمت کی ہے اس سے ایمان کی ہزاروں شخصیں روشن ہوئی ہیں۔ ترجمان القرآن کے رفتہ ان کی مفترضت کے لیے دعا کرتے ہیں اور ان کے پیمانہ مگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ ان پر مضمون آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیے۔ (مدیر)